او میرے صنم

NOVEL HUT

All rights are reserved by the author , you can't copy or steal any of the

scenes written in this novel

If you do so, serious action will be taken

JazakAllah

NOVEL HUT

قسط نمبر ۱

ہر پل ہر لمحہ میں کیسے سہتا ہوں
ہر پل ہر لمحہ میں خود سے یہ کہتا رہتا ہوں
تجھے بھلا دیا ہووو، تجھے بھلا دیا ہووو

پھر کیوں تیری یادوں نے
مجھے رلا دیا۔۔۔

NOVEL HUT

پاس سے گزرتے ایک شخص نے یہ گانا لگایا ہوا تھا۔اِس گانے ہی سے تو سب شروع ہوا تھا۔وہ کیسے بھول سکتا تھا اِس گانے کو۔سرخ آنکھوں کے ساتھ ذہن کے پردوں پر ایک ہی چہرہ اُس کے سامنے گھوم رہا تھا۔گھنٹہ پہلے منگوائی گئ کافی اب ٹھنڈی ہوچکی تھی۔درد کی ٹیسیں اس کے سر میں اٹھ رہی تھیں لیکن وہ اور اُس کی زندگی صرف ایک چہرے کے گرد گھوم رہی تھی۔

"کاش وہ مجھے معاف کر دیں!"

ایک سرد آہ بھری گئ تھی۔اُس کا دل ہر چیز سے اچاٹ ہو چکا تھا۔اس نے زندگی میں تنہائی کو ہی اپنا ساتھی بنا لیا تھا۔

"ارے تم یہاں بیٹھے ہوئے ہو! میں کب سے تمہیں ڈھونڈ رہا تھا" راحم اس کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا

"یار بس وہ۔۔" وہ اتنا کہہ کر چپ ہو گیا

"کب تک تم یوں سب سے کٹ کہ رہو گے نائل؟ نا تم کسی سے ملتے ہو،ہر دوست کو تم نے چھوڑ دیا ہے۔انکل آنٹی سے الگ ناراض ہو!" راحم نے پریشانی سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

"پتہ نہیں" یہ کہتے ساتھ اس نے ارد گرد دیکھنا شروع کر دیا۔

یہ پیرس کا ایک مشہور کیفے تھا جہاں اکثر لوگ آکر اپنا خوبصورت وقت گزارتے اور اپنے لمحوں کو مزید خوبصورت بناتے تھے لیکن وہ شخص اپنی زندگی کی خوبصورتی کو شاید خود ہی مارنا چاہتا تھا۔اس کو وحشت ہونے لگی تھی اس کیفے سے،اس ماحول سے

"میں جا رہا ہوں" نائل اٹھنے لگا

"پاگل ہو یا مجھے پاگل سمجھا ہوا ہے؟" راحم اس کا بازو پکڑتے ہوئے بولا

"میں تھک گیا ہوں!" نائل نے اداس لہجے میں کہا

"ہم خود تھک گئے ہیں" راحم نے تھکان سے بھرپور لہجے مےں جواب دیا

"میں جا رہا ہوں" وہ اٹھ چکا تھا

"وہ جا چکی ہے ! تم کب تک اُس کے لیے اِس طرح سے رہو گے؟" راحم کی بات پر اُس کے بڑھتے ہوئے قدم یک دم تھمے تھے۔ ان لہو رنگ آنکھوں میں اِک عجیب سا تاثر اُبھرا تھا۔ اُس نے اپنے ہونٹ سختی سے بینچھے تھے۔ کالی جینز پر کالی ہوڈی پہنے ہوئے، شیو جو کہ حد سے زیادہ بڑھی ہوئی تھی لیکن وہ اپنے اِس حلیے میں بھی جاذب نظر تھا۔ اس حلیے میں بھی ہر آتی جاتی لڑکی کی نظر اس پر تھی۔ لیکن اب اُس کو اِن سب باتوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔ وہ جن دو آنکھوں کو چاہتا تھا وہ تو کب سے اُس سے روٹھے بیٹھی تھیں۔

وہ آگے بڑھنے لگا جب راحم اُس کے سامنے آکھڑا ہوا۔

"تمہاری زندگی میں ہماری کوئی اہمیت نہیں ہے نا؟ ہم جیئں یا مریں تمہیں کوئی فرق نہیں پڑتا ؟" وہ چینخا تھا

نائل راحم کو نظر انداز کرتا ہوا پھر آگے بڑھا

"آنٹی روز رات کو ایک امید کے ساتھ مجھے فون کرتی ہیں کہ شاید تم آج ان سے بات کرو گے ! شاید تم آج ان کے پاس واپس چلے جاؤ لیکن نہیں تم ایک selfish

انسان ہو جس کو اپنی خوشی ! اپنے فائدے یا نقصان سے غرض ہے ! "راحم پھر سے اس کا راستہ روکتے ہوئے اس کے سامنے کھڑا ہوا تھا

"راستہ چھوڑ میرا "نائل دھیمی آواز میں اپنے لفظوں کو چبا چبا کر بولا

"نہیں چھوڑوں گا کیا کرے گا بول ! کیا کرے گا ! "راحم اس کو دھکا دیتے ہوئے بول رہا تھا

"بول نا ! "اس نے پھر سے اس کو دھکا دیا تھا۔

اِس وقت اُس کا جان سے پیارا دوست اس کے سامنے تھا جس نے کبھی اس کو تکلیف کے دوران اکیلے نہیں چھوڑا تھا تو آج وہ کیسے اس کو اکیلے چھوڑ دیتا

"چاہتا کیا ہے تُو ؟" وہ یکدم دھاڑتے ہوئے بولا

"کہ تُو واپس پاکستان چل ! " وہ بھی جواب میں اتنی ہی زور سے چلایا تھا

لوگ ان دونوں کو دیکھ کر چہ مگوئیاں کرنا شروع ہو گئے تھے۔ کیفے کا مینجر ان دونوں کو دیکھ کر پریشان ہو چکا تھا۔ایک وہ تھا جو گھنٹوں اس کے کیفے میں بیٹھا رہتا تھا اور دوسرا وہ تھا جو اس کو پیسے دیتا تھا کہ اس کے دوست پر نظر رکھے ۔اس مینجر کو سمجھ نہیں آرہا تھا ک وہ کرے تو کرے کیا ،باقی لوگ بھی پریشانی سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

"تُو نکل یہاں سے ! میں تیری شکل نہیں دیکھنا چاہتا ! "نائل راحم کو دھکا دیتے ہوئے اگے بڑھا ہی تھا جب راحم نے اُس کو بازو سے پکڑتے ہوئے ٹیبل کی جانب دکھا دیا

"کیا مطلب؟ اب تُو مجھے یہ کہے گا کمینے ! تجھے سمجھ کیوں نہیں آرہا وہ چلی گئ ہے ! وہ واپس نہیں آئے گی ! کب تک اس کے لیے پوری دنیا سے کٹ آف ہو کے رہے گا تُو" ابھی راحم کے لفظ منہ میں ہی تھے جب نائل نے اس کو پنچ مارا تھا۔راحم کی سمجھ میں نہ آیا کہ اس کے ساتھ ہوا کیا ہے۔نائل اس کو سخت گھورتے ہوئے وہاں سے نکلنے لگا تھا جب راحم نے اس کے چہرے پر پنچ مارا تھا۔ایک دوسرے کو مارتے مارتے وہ ادھ موئے ہو چکے تھے۔

Hello 17 ! There are two men fighting here, its an emergency

! please come

کیفے کی ایک ویٹریس نے ڈر کے مارے پولیس کو کال کردی تھی۔دوسری طرف نائل نے راحم کو پٹک کر ٹیبل پر مارا۔

"سالے تُو نے مجھے مارا ! "نائل نے راحم کو کالر سے جھٹکا دیتے ہوئے کہا

"کمینے تُو نے بھی تو یہی کیا ! "اب راحم نے اس کو اپنی طرف کھینچتے ہوئے ٹیبل پر پٹکا۔حالت یہ تھی کی نائل راحم کا کالر دبوچے ٹیبل پر تھا اور راحم اس کا کالر دبوچے کھڑا ہوا تھا۔اچانک سے کیفے میں ہلکی ہلکی پولیس کے سائرن کی آواز

گونجنے لگی۔ مینجر سخت پریشان ہو چکا تھا، اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ پولیس کو کس نے بلایا۔ پوچھنے پر پتہ چلا کہ کیفے کی ہی ایک ویٹریس نے پولیس کو کال کی تھی۔ مینجر کا دل چاہا کہ وہ لڑکی اس کے سامنے ہو اور وہ اس کے دو تھپڑ لگا دے کیونکہ جو دو آدمی سامنے کتوں کی طرح لڑ رہے تھے وہ دونوں کوئی عام آدمی نہیں تھے۔

مینجر پولیس کی آواز سنتے ان دونوں کی طرف لپکا تھا۔

"سر! سر! رک جائیں پلیز سر! سر دیکھیں لگتا پولیس پہنچنے والی ہے پلیز رک جائیں!" مینجر ان دونوں کو پریشانی سے دیکھتے ہوئے بولا

"Shit!"

راحم کو حیرت کا جھٹکا لگا اس نے فوراً سے نائل کو چھوڑا

جینی ان کو جلدی سے بیک ڈور سے باہر نکالو!" مینجر پاس کھڑی ویٹریس سے کہنے لگا"

پولیس کے سائرن کی آواز آہستہ آہستہ زیادہ ہوتی جارہی تھی

راحم کے چہرے پر پریشانی صاف دکھائی دے رہی تھی جبکہ نائل بلکل پرسکون کھڑا تھا، اُس کو اِس سب سے کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔

ہےیو! کیا میں تمہیں پیسے اس وجہ سے دیتا ہوں کہ تم ہم پر پولیس بلواؤ؟" راحم مینجر" پر چلاتے ہوئے بولا

NOVEL HUT

سوری سر ! آئم ویری سوری یہ میری ایک ورکر سے ہوا ہے" مینجر نے ڈرتے ہوئے" جواب دیا

بلاؤ کون ہے وہ ! " راحم بولا"

نائل بلکل چپ کھڑا تھا اُس کو کوئی خوف نہیں تھا کہ پولیس آرہی ہے یا پولیس ان کو پکڑنے والی ہے

سوری سر یہ مجھ سے ہوا ہے" بھورے بالوں والی لڑکی چہرہ جھکائے کھڑی تھی"

نائل کھڑکی سے باہر دیکھنے لگ گیا تھا جب کہ راحم کو اس لڑکی پر شدید غصہ آرہا تھا

یُو سٹوپڈ گرل" اس کے لفظ ابھی منہ میں ہی تھے کہ مینجر بول پڑا" سر پلیز آپ نکلیں" "یہاں سے

راحم بغور اس لڑکی کو دیکھ کر کہہ رہا تھا جس کا چہرہ جھک جانے کی وجہ سے وہ دیکھ نہیں پا رہا تھا

سوری سر" جینی پھر سے بولی"

سر پلیز آپ بات کو سمجھیں بہت مسئلہ ہو جائے گا۔ آپ دونوں کی ایمیج خراب ہو" جائے گی !" مینجر پھر سے بولا

اب تم ہمیں بتاؤ گے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے اور کیا نہیں؟" ابھی راحم بول ہی رہا تھا" کہ نائل یکدم سے آگے بڑھا اور ریک ڈور سے باہر نکل گیا

NOVEL HUT

ابھی تو تم لوگوں کو چھوڑ رہا ہوں اگلی بار دیکھنا" وہ انگلی سے وارن کرتا ہوا نائل کے "
پیچھے بھاگا
جینی نے شکر کا کلمہ پڑھتے ہوئے اپنا سر اٹھایا لیکن اب اِس مینجر سے اُس کو کون بچاتا

"میں تمہیں کیسی لگتی ہوں؟"
بہت پیاری" دو لفظی جواب دیا گیا"
"بس اتنا ہی !یہ کیا بات ہوئی بہت پیاری بتاؤ نا کیسی لگتی ہوں؟"
بہت پیاری کہہ تو رہا ہوں" پھر سے وہی جواب دیا گیا"
لوگ اپنے محبوب کے لیے غزلیں لکھ ڈالتے ہیں کیا کچھ نہیں کرتے اور ایک تم ہو"
جو میری ایک چھوٹی سی تعریف نہیں کر سکتے؟ جاؤ میں تم سے بات نہیں
کرتی !" دوسری طرف سے بھرپور ناراضگی کا اظہار کیا گیا تھا
"ارے سنو تو !بات تو سنو یار"
نہیں سننی" کہتے ساتھ فون کاٹ دیا گیا تھا"
اور دوسری طرف ایک جاندار قہقہہ لگا تھا
"پاگل لڑکی"

وہ اپنے خیالوں میں گم چلتا جا رہا تھا۔پیرس کی شدید ترین سردی میں بھی وہ بس ایک ہوڈی پہنے ہوئے تھا حلانکہ پاس سے گزرتے لوگوں نے تھرملز پہنے ہوئے تھے۔لوگ اس کو حیرانگی سے دیکھتے ہوئے گزر رہے تھے۔

ایک بار مجھ سے بات کر لو" آنکھوں میں آنسو لیے وہ کسی غیرمرئی نقطع کو گھور رہا تھا"
۔ "پلیز ایک دفعہ پلیز ! دنیا جہاں کی تعریف کروں گا۔دیکھو نا کتنی ہی غزلیں لکھ ڈالی ہیں لیکن تم ہو کہ میری آواز سننے تک کو تیار نہیں ہو ! "

وہ ایک ہارے ہوئے جواری کی طرح زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔آج بھی وہ زخم ہرے تھے۔کہتے ہیں وقت ہر زخم بھر دیتا ہے لیکن جو زخم دل پر لگے ہوں وہ ناسور بن جاتے ہیں۔آنکھوں سے آنسو زاروقطار نکل رہے تھے۔لوگ اپنی منزلوں کی طرف جارہے تھے لیکن اس کی منزل اس سے روٹھے بیٹھی تھی۔اس کا دل کر رہا تھا کہ وہ دھاڑے مار مار کر روئے لئکن اس کے حلق سے آواز تک نہ نکلی۔

نائل۔۔۔" راحم بھاگتا ہوا اس تک پہنچا۔اس نے نائل کو اس حالت میں دیکھتے" ساتھ گلے لگا لیا۔

"میری جان میرے جگر کیوں کر رہا ہے ایسے؟"

"راحم تُو کہہ نا اُسے کہ مجھے معاف کردے۔تُو کسی طرح اس کو ڈھونڈلے نا !تیری تو وہ ہر بات سنتی تھی۔وہ۔۔وہ کہتی تھی کہ تجھ میں اُس کو اُس کا بھائی نظر آتا ہے !تو کہہ نا جا کر اُس کو"

وہ کسی دیوانے کی طرح کبھی راحم کا چہرہ تھامتا تو کبھی اس کے کندھے تو یا پھر کبھی اس کے ہاتھ پکڑ لیتا

"نائل۔۔۔"راحم نے سرگوشی نمہ آواز میں اس کو پکارا۔آواز تکلیف کی وجہ سے اتنی مدھم تھی کہ صرف لب ہلتے نظر آئے۔

نائل نے راحم کے ہاتھ پکڑتے ہوئے آنسو صاف کیے اور کہا

"تُو پلیز جانا!!اُس کے پاس اُس کو جا کر کہہ کہ میں معافی مانگ لوں گا اور اگر وہ پاؤں پکڑنے کو کہے گی تو وہ بھی پکڑلوں گا! "

وہ آنسو بمشکل صاف کرتا تو دوبارہ اُس کا چہرہ آنسوؤں سے بھر جاتا۔درد کی شدت سے اُس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

"نائل بات سُن میری !"راحم نے نائل کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا

"نہیں تُو بات سُن میری !تُو جا تُو لے آنا اس کو،میں نہیں رہ سکتا اس کے بغیر تُو پلیز ڈھونڈ لا اُس کو !"وہ دھاریں مارتا ہوا رو رہا تھا،دونوں زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھے ہوئے تھے۔

"نائل ! !" وہ اس کو ہلائے جا رہا تھا لیکن نائل اس وقت کچھ سننے کو تیار نہیں تھا۔اس نے بس ایک ہی رٹ لگائی ہوئی تھی۔

"نائل! ! !"

رااحم نے اِک دم اس کو کندھوں سے جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔وہ کیسے اپنے جان سے عزیز دوست کو تکلیف میں دیکھ سکتا تھا۔

"پلیز نائل بھول جا اسے، اتنی لمبی زندگی پڑی ہوئی ہے کیا تُو ساری زندگی اس طرح رہے گا؟ اپنا نہیں تو ہمارا سوچ لے! "

وہ نائل کو دیکھتے ہوئے بولا جو چہرہ جھکائے ایک تھکے ہارے انسان کی طرح پیرس کی ایک سٹریٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔

آتے جاتے لوگ اِن دونوں کو حیران ہو کر دیکھ رہے تھے۔کوئی ہمدردی سے دیکھ رہا تھا تو کچھ آنکھیں رشک سے دیکھ رہیں تھیں۔وہ تھا ہی ایسا، اُس انتہائی تکلیف دہ حالت میں بھی وہ بلا کا ہینڈسم لگ رہا تھا۔ لیکن کوئی اس سے پوچھتا کہ وہ کیا چاہتا ہے۔اگر آج اس سے یہ ڈیل کی جاتی کہ اپنی ساری دولت دے کر اُس اِک شخص کو حاصل کر لے تو وہ خوشی خوشی کر لیتا لیکن اُس کے پاس تو یہ آپشن موجود ہی نہیں تھا۔

اُس نے اِک دم سے اپنا چہرہ اٹھا کر راحم کو دیکھا تھا۔اِس دفعہ اُس کی آنکھوں میں وہ پہلے والی گرگراہٹ نہ تھی بلکہ راحم کو اُس کو دیکھ کر ایک دم سے خوف محسوس ہوا تھا۔

"راحم اُس کو ڈھونڈ لا یہ نا ہو کہ میری محبت نفرت میں تبدیل ہو جائے! "

"پاگل ہو گیا ہے تُو؟"راحم نے اس کو اس کی ہوڑی کے گلے سے جکڑتے ہوئے حیرت و بے یقینی سے پوچھا

"ہاہاہاہاہاہا"وہ پاگلوں کی طرح ہنسنے لگا۔آنکھوں میں سرخی کے ساتھ ساتھ اب نمی بھی تھی

"ہاں ہو گیا ہوں ! اگر اس کی محبت کے لئے گرگرانے کے لئے لوگ مجھے پاگل کہیں گے تو ہاں میں پاگل ہوں! "

"وہ مان کیوں نہیں جاتی؟"آنکھیں پھر سے چھلکنے کو تیار تھیں

"تجھے کیا لگتا ہے جو تُو نے کیا ہے اُس کے بعد وہ تجھے معاف کر دیتی ؟"اب وہ ایک دوست سے ہٹ کر ایک بھائی کی طرح اپنی بہن کا دفاع کر رہا تھا۔

نائل نے حیران ہو کر راحم کی طرف دیکھا

"راحم میں کہہ تو رہا ہوں کہ میں معافی مانگوں گا جب تک وہ مجھے معاف نہیں کر دیتی میں اس کے سامنے سے نہیں ہٹوں گا !"وہ تکلیف دہ انداز میں بولا تھا

راحم نے اپنی آنکھوں میں آئی ہوئی نمی کو پیچھے دھکیلا

اٹھ یار سب دیکھ رہے ہیں" راحم نے زمین پر سے اٹھتے ہوئے کہا"

وہ معاف کر دے گی نا؟ کب کرے گی؟ کب میں اس کی آنکھیں دیکھوں گا؟ کب میں" اس کی آواز سنوں گا ؟ کب وہ میرا نام لے گی؟ وہ غیر مرئی نقطع کو گھورتے ہوئے بولے جا رہا تھا۔۔ راحم نے اپنا چہرہ دوسری طرف موڑتے ہوئے ایک لمبا سانس لیا اور اپنی آنکھوں میں آئے آنسو صاف کیے۔ نائل کو اس حالت میں دیکھ کر کوئی راحم سے پوچھتا وہ کیسے یہ سب برداشت کر رہا تھا۔ اس نے اس کو زبردستی زمین پر سے اٹھا اور اپنے گلے لگا لیا تھا۔

اگر تُو اس طرح ہی رہے گا تو نائل یہ نہ ہو کہ مجھے بھی دوبارہ نہ دیکھ پائے، تو میرا بھائی" ہے اور کہیں یہ نہ ہو کہ اپنے بھائی کی تکلیف دیکھتے دیکھتے۔۔۔" راحم اتنا کہہ کر چپ کر گیا تھا۔

اور یہاں پر نائل کی آنکھوں میں کچھ ٹوٹا تھا۔ وہ کیسے اپنے بھائی کے منہ سے اِس طرح کے لفظ سُن سکتا تھا۔ وہ سٹِل ہو چکا تھا۔ راحم ابھی بھی اس کو گلے لگائے کھڑا ہوا تھا۔

واپس لوٹ آ نائل یہ نہ ہو کہ تیرے واپس آنے سے پہلے ہم تجھ سے بہت دور چلے" جائیں اور تیری زندگی میں پچھتاوے کے سوا اور کچھ نہ بچے، ایک غلطی تو تُو کر بیٹھا

ہے اس ایک غلطی کے پیچھے اور غلطیاں مت کر۔واپس لوٹ آ، ہمیں پہلے جیسا نائل واپس چاہیے۔"

نائل بے حس و حرکت ہو چکا تھا۔آنکھیں خشک تھیں۔اس کے زہن میں بس یہی لفظ اربار گونج رہے تھے

"ایک غلطی تو تُو کر بیٹھا ہے اس کے پیچھے اور غلطیاں مت کر۔"

"واپس لوٹ آ نائل یہ نہ ہو کہ تیرے واپس آنے سے پہلے ہم تجھ سے بہت دور چلے جائیں"

"اگر تُو اِس طرح ہی رہے گا تو نائل یہ نہ ہو کہ ایک دن تُو مجھے بھی دوبارہ نہ دیکھ پائے۔"

اس کا سکوت اِک دم ٹوٹا جب دوبارہ راحم بولا

"ماں باپ اللہ کی نعمت ہوتے ہیں۔تُو اتنا خوش قسمت ہے کہ تیرے ماں باپ تیرے سامنے ہیں۔تجھے ان کی خدمت کرنی چاہئے نہ کہ ان کو اس عمر میں تنہا چھوڑنا چاہئے۔آخری عمر میں انسان کو جو سب سے بڑا خوف ہوتا ہے وہ تنہائی کا ہوتا ہے اور تُو ایک ہی اولاد ہے ان کی۔کیوں اُن کو تنہائی کی مار ، مار رہا ہے! "

راحم بولتے بولتے چپ ہوا ، وہ ابھی بھی اس کو گلے لگائے ہوئے تھا

"راحم؟"ایک مانوس سی آواز اس کو سنائی دی تھی

"یہ دیکھو ہاشم بھی آگیا !" راحم نائل سے علیحدہ ہوتے ہوئے کہا

ہاشم نے آنکھوں اور ہاتھ کے اشارے سے راحم سے پوچھا کہ "اب یہ چپ کرے گا کہ نہیں ؟"جس پر راحم نے اس کو ایک زبردست گھوری سے نوازا ، جس پر وہ اپنا سا منہ بنا کر رہ گیا

"چل چلیں نائل ویسے بھی بہت سردی ہے !" راحم اجلت میں بولا

نائل بلکل چپ آنکھیں جھکائے نہ جانے کِن سوچوں میں گم تھا۔

"نائل !" راحم نے پھر بلایا ۔

"ہاں !"اس نے چونک کر سامنے دیکھا

"ہاشم آگیا ہے چل بیٹھ گاڑی میں گھر چلیں یا پھر اِس سردی میں مرنے کا سین ہے؟"اس نے ہلکے پھلکے انداز میں کہا

"ہمم "یہ کہتے ساتھ وہ گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا

"چل ہے تو تُو ڈرائیور لیکن میں تیرے ساتھ آگے بیٹھ جاتا ہوں" راحم گاڑی کا اگلا دروازہ کھولتے ہوئے بولا

"ابھی ماحول بڑا غمگین ہے ورنہ میں تجھے بتاتا !"ہاشم بھی دوبدو اس کا جواب دیتے ہوئے ڈرائونگ سیٹ پر بیٹھ گیا

راحم اور ہاشم دونوں سارے راستے نائل کو نوٹ کرتے ہوئے آئے۔ وہ بلکل چپ تھا، گاڑی کی کھڑکی سے باہر کے مناظر دیکھنے میں اس طرح مگن تھا کہ جیسے آج سے پہلے اس نے یہ کبھی نہیں دیکھے۔ راحم کو اتنا تو محسوس ہو گیا تھا کہ اس کے لفظوں نے نائل پر گہرا اثر چھوڑا تھا۔ وہ یہ سوچ کہ مطمئین تھا کہ شاید اب وہ بہت جلد دوبارہ سے اپنا پرانا والا نائل دیکھ سکے گا۔ شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے۔ لیکن کہتے ہیں نا کہ رات جتنی گہری ہوتی ہے دن اُتنا ہی روشن ہوتا ہے اور شاید اب یہ گہری لمبی رات جلد صبح کے اُجالے میں تبدیل ہونے والی تھی۔

وہ تھکے ہارے انسان کی طرح سر پیچھے گرائے اپنے چہرے کا رخ کھڑکی کی جانب کیے نہ جانے کِن سوچوں میں گم تھا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ اب کیا کرے گا۔ بار بار راحم کے کہے گئے لفظ اس کے کانوں میں گونج رہے تھے۔ اس کا زہن ماؤف ہو رہا تھا۔ اس نے اپنی آنکھوں کو زور سے میچ لیا جیسے ان سوچوں سے چھٹکارا پانا چاہتا تھا۔

وہ تھک گیا تھا ہار گیا تھا۔

"نائل؟" راحم نے نائل کو بلایا

نائل نے غائب دماغی سے راحم کی طرف دیکھا اور پھر اس کو سمجھ آیا کہ وہ ہوٹل پہنچ چکے تھے، یہ سمجھتے ساتھ وہ گاڑی میں سے نکلا۔وہ تینوں ہوٹل کے اندر داخل ہوئے۔یہ پیرس کے ٹوپ ہوٹلز میں سے ایک ہوٹل تھا۔

"The Ritz Paris"

وہ تینوں لابی میں پڑے کاؤچ پر بیٹھ گئے تھے۔

"تُو ٹھیک ہے نا؟" اس دفعہ ہاشم نے فکرمندی سے کہا

"ہاں یار میں ٹھیک ہوں" نائل نے اپنے بالوں میں ہاتھ چلاتے ہوئے کہا

"سچ بولوں تو تھک گیا ہوں" اس کی آنکھوں میں نمی گھلی تھی

"چُپ کر جا یار پریشان مت ہو" ہاشم نائل کے کندھے پر ہاتھ رکھتا ہوا بولا

نائل کی آنکھوں سے آنسو چھلک گئے تھے جن کو چھپانے کے لئے اس نے اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیا

"میں واپس جانا چاہتا ہوں!" اس نے اپنی آنکھیں صاف کرتے ہوئے کہا

یہ سنتے ساتھ راحم اور ہاشم نے خوش ہوتے ہوئے نائل کو گلے سے لگا لیا

"اوئے رومیو چل اب پارٹی شارٹی کرتے ہیں!" ہاشم ان دونوں سے علیحدہ ہوتے ہوئے بولا

"ہاں تجھے تو بس اُن ہاٹ لڑکیوں کی پڑی ہے!" راحم نے منہ بناتے ہوئے کہا

"ابے اوئے میں نہیں بلاتا وہ تو لڑکیوں کو پہچان ہوتی ہے ہنڈسم لڑکے کی یعنی کہ میں !" وہ راحم کو چڑاتے ہوئے بولا

"بس کرو تم دونوں بولے جاتے ہو بولے جاتے ہو" نائل ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ بولا

"اچھا یار چھوڑ اس کو ہمیشہ سے ہی شریف بننے کا شوق رہا ہے، چل یار پارٹی کرتے ہیں !" اس نے پہلے راحم کی طرف دیکھا پھر نائل کی جانب دیکھتے ہوئے اپنی بات مکمل کی

"نہیں یار تم دونوں جاؤ میرا موڈ نہیں" نائل نے جواب دیا

"میں نے نہیں جانا اِس ڈرائیور کے ساتھ" راحم نے آنکھ کا کونا دباتے ہوئے کہا

"اوٗے ے ے ڈرائیور ہوگا تُو سمجھے ے ے ے !! اگر مسٹر رحمان میرے کارڈز بلاک نہ کرتے تو آج میں تم لوگوں کی یہ دو ٹکے کی نوکری نہ کر رہا ہوتا !!" وہ ڈرامائی انداز میں بولا

"ہاہاہاہاہا" راحم کا بھرپور قہقہہ لگا

"نائل دیکھ لے اس کو چُپ کروا لے یہ نہ ہو کہ اس کے منہ پر پاکستان کا نقشہ بنا دوں !" نائل نے راحم سے تنگ پڑتے ہوئے کہا

"اوئے ڈرائیور ! باس کے ساتھ ایسے زبان نہیں چلاتے" راحم نائل کے کچھ بولنے سے پہلے بول پڑا

"اچھا یار بس کرو تم دونوں !" ہاشم کچھ بولنے لگا تھا کہ اس سے پہلے نائل بول پڑا

"چل نا یارررررر !" ہاشم پھر سے زور دیتے ہوئے بولا

"نہیں یار تم لوگ جاؤ میں ریسٹ کرنا چاہتا ہوں، مجھے فلائٹ ٹائمنگ ٹیکسٹ کر دینا" وہ کاؤچ پر سے اٹھتے ہوئے بولا

"چل ٹھیک ہے تُو ریسٹ کر" راحم ہاشم کو چپ رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولا

نائل اِن دونوں سے گلے ملتے لفٹ کی جانب بڑھ گیا

"تو نے مجھے چپ کیوں کروایا ؟ وہ چلتا ہمارے ساتھ تھوڑا فریش ہو جاتا !" ہاشم راحم کی جانب رخ کرتے ہوئے بولا

اس کو کچھ وقت دو، تھوڑا اور ویٹ کرلو جہاں وہ واپس جانے کے لئے راضی ہو گیاہے جلد ہی وہ پرانا والا نائل بھی بن جائے گا" راحم ہاشم کو سمجھاتے ہوئے بولا

ابھی نائل لفٹ کے انتظار میں کھڑا ہی تھا کہ اُس کے دل نے ایک بیٹ مِس کی ،اس کو کسی کی موجودگی کا احساس ہوا ، وہ تو لاکھوں میں بھی اس کی موجدگی کو پہچان جاتا تھا تو وہ اب کیسے نہ پہچانتا۔ اس نے زرا سا بھی وقت ضایع کیے بغیر پچھلی طرف رخ پھیرا۔ لیکن وہاں کوئی نہیں تھا سوائے ہاؤس کیپنگ کے، وہ یہاں تھی اس کا دل کہہ رہا تھا۔ وہ بھاگتا ہوا لابی کی طرف آیا لیکن وہاں بھی کوئی نہئں تھا سوائے اُس کے دوستوں کے جو اُس کو واپس آتا دیکھ اٹھ کھڑے ہوئے تھے، کچھ اور گیسٹ جو

بیٹھے ہوئے تھے اور ہوٹل سٹاف کے جو ڈیوٹی پر تھا۔ وہ ارد گرد دیکھ رہا تھا لیکن پھر بھی اس کو وہ نہیں ملی۔

"کیا ہوا نائل تُو واپس اِدھر؟ کچھ چاہیئے؟" راحم اُس کو دیکھتے ہوئے بولا

"نن-ن- نہیں کچھ نہیں" وہ ابھی بھی ارد گرد دیکھ رہا تھا

"تو پھر؟" اس بار ہاشم بولا

"کچھ نہیں میں چلتا ہوں مجھے لگا میں اپنا فون یہاں بھول گیا لیکن یہ دیکھو یہ تو میری پاکٹ میں تھا، چلو میں چلتا ہوں!"

"ہمم ٹھیک ہے، تم ریسٹ کرو ہم بھی نکل رہے ہیں یہ اپنی لیا میڈم کے پاس اور ہم بھی زرا اپنی تھکن اُتار لیں" ہاشم نے آنکھ کا کونا دباتے ہوئے کہا

"تجھے لیا سے اتنا مسئلہ کیوں ہے؟" راحم کوفت سے بولا

"اُس سے مجھے کیا مسئلہ ہو گا تُو جانے اور تیری لیا" ہاشم نے منہ بناتے ہوئے کہا وہ دونوں پھر لڑنا شروع ہو چکے تھے

"اچھا اوکے میں جا رہا ہوں!" نائل نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ درمیان میں بول پڑا کہا

"ہاں اوکے جا تُو میں زرا اِس سے حساب برابر کر لوں" ہاشم راحم کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

"اوکے بائے گائز"

"بائے" وہ دونوں اکھٹے بولے

نائل اِس وقت لفٹ میں تھا۔وہ وہاں سے آتو گیا تھا لیکن اُس کا دل اُس ہی احساس سے بھرا پرا تھا کہ وہ یہاں کہیں اُس کے قریب ہے لیکن دماغ یہ کہہ رہا تھا کہ اگر وہ یہاں ہوتی تو نظر آجاتی وہ صرف ایک وہم کے سوائے اور کچھ نہیں تھا۔ اور آخر کار اس نے اپنے دماغ کی ہی سنی اور اس کو اپنا ایک وہم سمجھ کر ٹال دیا۔

نائل کے جانے ک بعد ہاشم پھر سے راحم کو منانے لگ گیا کہ وہ اس کے ساتھ کلب چلے۔

"چل نا یاررررر" ہاشم پھر سے راحم کی طرف دیکھتے ہوئے بولا

"سوری مین لیا میرا ویٹ کررہی ہے" اس نے پھر سے ٹالتے ہوئے کہا

"تو پھر جا اب جا کیوں نہیں رہا اپنی اُس لیِا کے پاس" ہاشم پھر سے منہ بناتے ہوئے بولا

"جا رہا ہوں سالے ! تو کیوں نہیں جا رہا ؟" راحم نے ہاشم کو دیکھتے ہوئے پوچھا

"چل یار تجھ سے کیا چھپانا وہ دیکھ سامنے وہ جو ریسپشن والی لڑکی ہے"ہاشم نے آنکھ کے اشارے سے اُس کو بتایا

"ہاں ہاں دِکھ رہی ہے"راحم نے جواب دیا

"تیرے بھائی پر مر مٹی ہے بیچاری"ہاشم نے پھر سے آنکھ دبائی

"نہ کر یاررر اِس نے تجھ جیسے بندر میں کیا دیکھا ؟"راحم نے مسکراہٹ دباتے ہوئے کہا

"وہ ہی جو اس لیا بندریا نے تجھ کو جے میں دیکھا !"ہاشم نے بھی سختی سے ہونٹ مسکراہٹ کی شکل میں کرتے ہوئے جواب دیا

"لیا بندریا نہیں ہے !"

"اوئے بس کر سائیڈ تو تُو ایسے لے رہا ہے جیسے محبت کرتا ہو اُس سے !"ہاشم منہ بنا کر بولا

"ہم صرف دوست ہیں اور کچھ نہیں، محبت وحبت ویسے بھے کچھ نہیں ہوتی !"راحم نے اپنے لفظوں پر زور دیتے ہوئے کہا

"اچھاااااا تو جو وہ سالہ نائل کر بیٹھا ہے وہ کیا ہے کوئی سرکس؟"ہاشم راحم کی بات پر چوٹ کرتے ہوئے بولا

"اچھا!!!ہوتی ہوگی لیکن میں یہ سب چیزیں افورڈ نہیں کر سکتا "راحم نے اکتائے ہوئے لہجے میں بولا

"اچھا چھوڑ اِس لڑکی کو تو چیک کر"ہاشم اس لڑکی کی طرف مسکراہٹ اچھالتے ہوئے بولا جس کے جواب میں وہ بھی مسکرا دی

"کمینہ"راحم ہاشم کے سینے پر مکہ مارتے ہوئے بولا

"دیکھ یار راحم میں مانتا ہوں کہ اِس لڑکی نے مجھ میں پیسہ اور میں نے اُس میں اُس کو دیکھا ہے لیکن تُو تو یہ بھی نہیں مان رہا"

وہ پھر سے راحم کو تنگ کرتے ہوئے بولا

"میں نے آج تک تجھ سے بڑا کمینہ زندگی میں نہیں دیکھا"وہ اُس کو دکھا دیتے ہوئے ہوٹل سے باہر نکلا

"مجھ سے بڑا تُو کبھی دیکھ بھی نہیں پائے گا!"وہ اونچی آواز میں اُس لڑکی کو دیکھتا ہوا بولا اور اُس کے پیچھے لپکا جو ہوٹل کے باہر جا چکا تھا۔وہ ایک دوسرے کو یونہی تنگ کرتے رہتے تھے،اُن کی یہ باتیں صرف مزاق تک تھیں ہاں ہاشم تھوڑا سا زیادہ فرینک ہوجاتا تھا لیکن انہیں لڑکیوں کے ساتھ جو اس کے ساتھ فرینک ہونا چاہتی تھیں جبکہ نائل اور راحم نے اپنی کچھ لمٹس سیٹ کی ہوئیں تھیں۔اُن کی دائی جان نے اُن کو عورت کی عزت کرنا سکھائی تھی اور انہوں نے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ کبھی بھی عورت

degrade نہیں کریں گے۔ہاں وہ دوستی ضرور کرتے تھے لیکن کبھی بھی اپنی باؤنڈریز کراس نہیں کرتے تھے۔ان کے سرکل میں لڑکا لڑکی کا دوست ہونا ایک عام بات تھی، باتیں تو اور بھی بہت تھیں جو کہ عام مانی جاتی تھیں لیکن اُن کی دائی جان نے ان کو ہمیشہ عورت کو عزت اور احترام کی ہی نظر سے دیکھنا سکھایا تھا۔دائی جان اُن تینوں کے لئے بہت اہمیت رکھتی تھیں، وہ کام تو نائل کے گھر کرتی تھیں لیکن کیونکہ بچپن سے ہی راحم اور ہاشم کا زیادہ تر وقت نائل کے ساتھ گزرتا تھا تو وہ اِن دونوں کا بھی خیال رکھتیں اور اُن تینوں کو اچھے اور بڑے کا فرق سمجھاتیں۔

کمرے کا دروازہ کھولتے ہی اس نے سوئچ بورڈ پر ہاتھ مارا جس کی بدولت اندھیرے میں ڈوبا کمرہ اِک دم روشن ہوگیا۔ وہ ایک انتہائی خوبصورت کمرہ تھا ۔بیڈ کراؤن کے آگے ایک خوبصورت کاؤچ رکھا گیا تھا جس کے سامنے پڑی ٹیبل پر ایک انتہائی نفیس واز رکھا گیا تھا۔اُس واز میں کچھ پھول رکھے گئے تھے جو اُس کی خوبصورتی کو اور بڑھا رہے تھے۔بیڈ کے درمیان میں سے دو پردے سائڈ ٹیبلز کے طرف کو جا رہے تھے۔بالکونی پر ایک چھوٹا سا شیشے سے بنا ہوا ٹیبل رکھا گیا تھا جس کے ساتھ دو کرسیاں پڑی ہوئیں تھیں۔وہ پورا کمرہ royal era کے تھیم پر ڈیزائین کیا گیا تھا۔

اس نے اپنی ہوڈی اتاری اور کاؤچ پر پھینکتے ہوئے باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔دسمبر کی تھرتھراتی سردی میں بھی وہ گرم پانی کے بجائے ٹھنڈے پانی سے نہا رہا تھا۔کالی پینٹ پہنے وہ شرٹلیس باہر نکلا اور فوراً سے سائیڈ ٹیبل کی دراز میں سے سگرٹ کا ڈبہ لے کر بالکونی پر چلا گیا۔وہ ابھی بھی شرٹلیس تھا۔اس کے بالوں میں سے نکلتے ہوئے پانی کے قطرے اس کی گردن سے گزرتے ہوئے اس کے six pack abs تک لکیر کی صورت میں گر رہے تھے۔یخ ٹھنڈی ہوائیں اُس کے جسم کو چھو کر گزر رہی تھیں لیکن وہ بالکونی کی ریلنگ کے ساتھ ٹیک لگائے اپنے مشغلے میں مصروف تھا۔ایک سگرٹ ختم ہوتی تو وہ دوسری سلگا لیتا۔گیلے بالوں کو سلجھانے کی زحمت نہیں کی گئ تھی لیکن ہوا چلنے کے باعث وہ ماتھے پر آگرے تھے۔بالوں میں سے پانی کی بوندیں ابھی بھی ٹپ ٹپ کرکے گر رہی تھیں لیکن وہ آنکھیں بند کیے سگرٹ پینے میں مصروف تھا۔اس نے کھڑے کھڑے سگرٹ کا پورا پیکٹ ختم کرڈالا تھا۔وہ اندر روم میں دوسرا پیکٹ لینے کی غرض سے آیا لیکن سگرٹ کے پیکٹس ختم ہو چکے تھے۔ وہ اس وقت شدت سے سگرٹ پینا چاہتا تھا۔ وہ شدید غصے سے بالکونی پر آیا اور سختی سے ریلنگ کو جکڑ لیا۔ہاتھوں میں اِس حد تک سختی تھی کے اُس کی انگلیاں سفید پڑ رہی تھیں۔اُس کی آنکھیں غصے کی شدت کی وجہ سے سرخ ہورہیں تھیں۔سرد ترین ہوائیں بھی اُس کے اندر کی آگ بجھانے میں ناکام ہو رہیں تھیں۔کچھ وقت گزرا تو

اُس کی حالت میں کچھ بہتری آئی لیکن اُس کے اندر کی وحشت پھر بھی نہ ختم ہوئی۔وہ بالکنی سے اندر روم میں آیا اور بیڈ پر گرنے کی صورت لیٹ گیا۔بالکونی کا دروازہ ابھی بھی ویسے کا ویسا کھلا ہوا تھا لیکن وہ لاپرواہ انداز میں بیڈ پر سکون سے لیٹ گیا تھا جیسے باہر سردی کے بجائے لُو کے دن چل رہے ہوں۔نہ جانے رات کے کس پہر اُس کی آنکھ لگی تھی ورنہ وہ کہاں اُس کو سونے دیتی تھی۔ہاں وہی جس کے آنے سے اُس کو یہ محسوس ہوا تھا کہ وہ مکمل ہو چکا ہے۔وہی جو اُس کے جینے کی واحد وجہ تھی۔اُس کو کبھی بھی کسی سے محبت نہیں ملی تھی، جس عمر میں بچے اپنے ماں باپ کے ساتھ کوالٹی ٹائم سپینڈ کرتے تھے وہ اکیلا گھر میں نوکروں کے سر پر پل رہا تھا اور پھر ایک وقت وہ آیا جب وہ بڑا ہو چکا تھا، ایک کمسن بچے سے ایک ہینڈسم ینگ بیچلر آف داٹاؤن بن چکا تھا۔اور پھر۔۔۔وہ آئی، اُس نے یہ سوچ رکھا تھا کہ وہ کبھی اپنے دل میں کسی کو جگہ نہیں دے گا لیکن نہ جانے کیسے وہ اُس کے پتھر دل میں سما گئی۔پھر ایک دن وہ آیا کہ وہ اُس کو اپنی صفائی کا موقع دیے بغیر چھوڑ کر چلے گئی۔اب اُس کے پاس اُس کی یادوں کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔شاید اُس کی یادیں ہی تھیں جن کے سہارے وہ جی رہا تھا۔وہ ہر وقت ہر جگہ اُس کے خیالوں میں رہتی تھی اور وہ خوشی خوشی اُن میں کھویا رہتا تھا۔

میں کیا کہوں، کہ مجھے صبر کیوں نہیں آتا
میں کیا کروں، کہ تجھے دیکھنے کی عادت ہے

(جاری ہے)

NOVEL HUT

CONTACT THE AUTHOR

If you want to contact the author we will mention her

instagram here

Novel-hut at your service

JazakAllah

writer's instagram : azleen_._